(غلام گردش)

کیا ٹرمپ مکمل طور پر غلط ہے؟

اس وقت دنیا کے ہر اخبار اور ٹی وی چینل پر ڈونلڈ ٹرمپ کے متعلق خبریں نمایاں طور پر دکھائی جا رہی ہیں۔ موجودہ حالات میں امریکی صدر بحث کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ مسلمان ممالک کی اکثریت اسے متنازعہ ترین سیاسی رہنما گردانتی ہے۔ انتہائی غیر ذمہ دار اور بین الاقوامی معاملات سے نابلد انسان بتایا جا رہا ہے۔ یہ ایک رائے ہے اور ہر ایک کو اپنی رائے رکھنے کا بھرپور اختیار ہے۔ لیکن غیر جذباتی طریقے سے تجزیہ کیا جائے تو معاملات کسی اور طرف رخ کرتے نظر آتے ہیں۔

امریکہ کی سماجی، سیاسی، اقتصادی اور مذہبی ساخت ہمیں وہ جزئیات فراہم کرتی ہے جس سے اس ملک کے موجودہ طرزِ عمل کو جان سکیں۔ عرض کرتا چلوں کہ بھرپور ترقی یافتہ ہونے کے باوجود دوسری جنگ عظیم تک امریکہ نے اپنے آپکو بین الاقوامی معاملات سے کافی الگ تھلگ رکھا ہوا تھا۔ بنیادی طور پر یہ ایک سویا ہوا جن تھا جسے پرل ہاربر کے جاپانی حملے نے جگا دیا اور اسکے بعد اس ملک نے تھوڑے ہی عرصے میں دنیا پر اپنی بالادستی ثابت کردی۔ ونسٹن چرچل وہ برطانوی وزیراعظم تھا جس نے اس وقت کے امریکی صدر کو قائل کیا کہ امریکہ کو دوسری جنگ عظیم میں فیصلہ کن کردار ادا کرنا چاہیے۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ برطانوی سلطنت کے ختم ہونے والے خلا کو امریکہ نے اپنی صنعتی اور فوجی طاقت سے پورا کیا۔ امریکہ بنیادی طور پر ایک تنہائی پسند ملک تھا مگر دوسری جنگ عظیم نے اسکا یہ رخ مکمل طور پر تبدیل کردیا۔ شائد آپکو یقین نہ آئے، تقسیم برصغیر یعنی پاکستان اور ہندوستان کے قیام پر برطانوی وزیراعظم کو ٹھوس امریکی تائید حاصل تھی۔ یہ تاریخ کا وہ گوشہ ہے جسے پاکستان میں زیادہ بیان نہیں کیا جاتا۔ 1947 کی جغرافیائی تقسیم مکمل طور پر امریکی مدد سے کی گئی تھی۔ خیر تاریخ کے پس منظر سے نکل کر حال میں آیئے تو موجودہ امریکی رویے کی بہت سی وجوہات سمجھ آجائینگی۔

ڈونلڈ ٹرمپ نے انتخابی مہم میں بار بار کہا کہ میکسیکو اور اپنے ملک کے درمیان ایک دیوار بنائیگا۔ اسکے تمام اخراجات یعنی سترہ سے پچیس بلین ڈالر میکسیکو کی حکومت برداشت کریگی۔ اکثر لوگوں نے اس اعلان کو ایک ادنیٰ طرز کا انتخابی نعرہ سمجھا اور مذاق اُڑانا شروع کردیا۔ مگر اس مشکل اعلان اور فیصلہ کی بہت ٹھوس وجوہات تھیں۔ امریکہ میں ساٹھ لاکھ کے قریب غیر قانونی میکسیکن شہری موجود ہیں۔ اجتماعی سرحد ہونے کی بدولت میکسیکو سے لوگ قدرے آسانی سے امریکہ میں داخل ہوجاتے ہیں۔ یہاں آنے کے بعد ان لوگوں کی اکثریت مزدوری کرنا شروع کردیتی ہے۔ تعمیراتی اداروں میں انتہائی سستے داموں کام کرنے لگتے ہیں۔ زرعی فارموں پر دھاڑی کے حساب سے سرگرم ہوجاتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان میں سے اکثر لوگ غیر قانونی دھندوں میں ملوث ہوجاتے ہیں۔ سنگین جرائم قتل وغارت، منشیات جسم فروشی میں ان لوگوں کے گروہ بھرپور طریقے سے کام کرنے لگتے ہیں۔ میکسیکو کے بارڈر سے منسلک امریکی ریاستوں میں ساٹھ فیصد سے زیادہ جرائم میں یہی غیر قانونی مہاجرین ملوث ہیں۔ ایک امریکی ادارے کے تجزیہ کے مطابق ان ریاستوں میں پچھتر فیصد منشیات کے کیس ہمسایہ ملک سے آئے ہوئے لوگوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ امریکی جیلیں ان جرائم پیشہ لوگوں سے اَٹی ہوئی ہیں۔ ایری زونہ، نیو میکسیکو، ٹیکسس اور کیلیفورنیا کی ریاستیں ان جرائم پیشہ لوگوں کے سامنے بے بس نظر آرہی تھیں۔ یہ وہ نازک نکتہ تھا جسے

ڈونلڈ ٹرمپ نے انتہائی سمجھداری سے الیکشن کی مہم میں اُٹھایا۔اب اس دیوار پر کام شروع ہو چکا ہے۔دیوار کا مطلب کیا ہے، کہ امریکی شہر میکسیکو سے آئے ہوئے جرائم پیشہ لوگوں سے محفوظ ہو جائینگے۔کون سا شخص ہے جسے حفاظت اچھی نہیں لگتی۔جسے اپنے اہل خانہ اور بچوں کی جان کا محفوظ ہونا مطلوب نہیں ہے۔یہی وہ بنیادی نکتہ تھا جسے ٹرمپ سمجھ گیا اور بڑی آسانی سے اپنے سیاسی حریفوں سے آگے نکل گیا۔آج امریکہ میں اس فیصلے کی زبردست پذیرائی ہے۔

زیادہ مشکل مسئلے پر آتا ہوں۔ٹرمپ نے صدارتی حلف میں اعلان کیا کہ اسلامی بنیاد پرست دہشت گردی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکے گا۔مسلمان ممالک میں اس اعلان پر بہت زیادہ تشویش کا مظاہرہ کیا گیا۔مگر دوبارہ ادب سے عرض کرونگا کہ امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کا طرزِ عمل کا بغور جائزہ لیجئے۔پاکستان اور دیگر مسلمان ممالک سے امریکہ جانے والے نوجوانی بلکہ عہد شباب میں ہر وہ حرکت کرتے ہیں جو انکے اپنے ملکوں میں ممنوع ہے۔نائٹ کلبوں میں بڑی فراوانی سے "مشروب صحت" پیتے ہیں۔امریکی خواتین سے تعلق اور دوستیاں رکھتے ہیں۔اس ملک کے سماجی سسٹم سے بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہیں۔خوب پیسے کماتے ہیں۔لیکن جیسے ہی بال سفید ہونے لگتے ہیں تو اسی منافقت کا شکار ہو جاتے ہیں جو انکے اصلی وطن ملکوں کا خاصہ ہے۔عمر کے پختہ حصے میں اپنے خاندان پر متعدد پابندیاں عائد کرتے ہیں۔خاص طور پر اپنی بچیوں کی شخصیت کو اس درجہ مسخ کر دیتے ہیں کہ نہ لڑکیاں امریکی رہتی ہیں اور نہ ہی پاکستانی۔ذہنی طور پر منتشر اولاد آپکو امریکہ کے ہر دوسرے یا تیسرے گھر میں نظر آئیگی۔بات یہاں تک نہیں رکتی۔اکثریت امریکی مسلمان اپنی ادھیڑ عمر میں اپنے اردگرد کے ماحول کو بدلنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔مقامی سفید فام لوگوں سے روابط بھی کم کر دیتے ہیں۔اکثر لوگ اپنے لباس میں بھی مقامی پہناوے سے اجتناب کرتے ہیں۔اگر دیکھا جائے تو ان معاملات میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔لیکن وہ جس ملک کے نوزائیدہ شہری ہیں، وہاں کے مقامی سفید فام لوگ گھبرا جاتے ہیں۔انہیں سمجھ نہیں آتی کہ ہم لوگ اتنے مختلف کیوں ہیں۔تہذیبوں کے درمیان گہرے فاصلوں کی بدولت پہلے اجنبیت ہوتی ہے اور یہ پھر خاموش مخالفت میں بدل جاتی ہے۔جب انہیں سفید فام لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ چند مسلمان ممالک کے بنیاد پرست انکے اوپر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہے ہیں تو مزید گھبرا جاتے ہیں۔ٹی وی چینلز جب بار بار بتاتے ہیں کہ شام، عراق، لیبیا، افغانستان، سعودی عرب اور ایران سے تارکین وطن صرف دہشت گردی کیلئے امریکہ آنا چاہتے ہیں تو خوف کے مارے انکے اعصاب جواب دے جاتے ہیں۔گھروں میں بھی اپنے آپکو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔خوف اور ڈر کی یہ کیفیت ٹرمپ نے سب سے پہلے محسوس کی۔سفید فام لوگوں کی اس ذہنی خوف کو اس نے سیاسی نعرے میں تبدیل کر ڈالا۔نتیجہ سب کے سامنے ہے۔جب سات ملکوں کے شہریوں پر پابندی لگائی گئی تو آپ گمان کرتے ہیں کہ ٹرمپ انتظامیہ کو معلوم نہیں تھا کہ عدالتیں اس حکم کو ختم کر ڈالیں گی۔بالکل معلوم تھا مگر یہ کارڈ سیاسی طور پر بھرپور طریقے سے استعمال کیا گیا۔مقصد اس سفید فام خاموش اکثریت کو حفاظت کا پیغام دینا تھا جو اپنے آپکو تارکین وطن کی حرکات یا پروپیگنڈے کی وجہ سے غیر محفوظ سمجھ رہی تھیں۔ایک سوال یہ بھی ہے کہ دہشت گردی کے نوے فیصد واقعات میں صرف مسلمان کیوں ملوث ہیں۔ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی اور لادین لوگ دہشت گردی سے اتنا دور کیوں ہیں۔اس مشکل ترین سوال کا جواب آپ پر چھوڑتا ہوں۔التجا ہے کہ معروضی اور غیر جذباتی طریقے سے جواب تلاش کیجئے۔یہ بھی سوچیے کہ آخر کیا وجہ

تھی کہ پاکستان کی فوج نے اپنے ہی ملک میں دہشت گردوں سے لڑنے کا انتہائی مشکل فیصلہ کیا۔کیا ہمارے ملک میں ستر ہزار کے لگ بھگ لوگوں کو شہید کرنے کا سہرا غیر مسلموں کو جاتا ہے۔عرض ہے کہ حقیقت کی عینک سے حالات کو پرکھیے۔جانیے اور فیصلہ کیجیئے۔

صدر اوبامہ نے اپنے دورِحکومت کے آخری دنوں میں Trans Pacific trade Agreemant ترتیب دیا تھا۔اس میں بارہ ملک شامل تھے۔ٹرمپ نے اس معائدے سے ترکِ تعلق کر دیا۔حقائق پر نظر رکھیے۔یہ معائدہ صرف کاغذ پر تھا۔کسی بھی فورم یعنی کانگرس وغیرہ میں پیش نہیں ہوا تھا۔کاغذ کا یہ معائدہ دراصل کسی قسم کی عملی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔مگر ٹرمپ نے اس کاغذ کے ٹکڑے سے باہر نکلنے کا فیصلہ صرف اسلیے کیا کہ اپنے ووٹروں کو بتا سکے کہ دراصل وہ ہر کام میں صرف اپنے ملک کے مفاد کو مدِ نظر رکھے گا۔پوری دنیا میں شور پڑ گیا،مگر اس ردِعمل کے پیچھے کوئی قانونی تحریر نہیں تھی۔ٹرمپ نے بھرپور تاثر دیا کہ اسکا امریکی اشیاء کی خرید و فروخت کا نعرہ بالکل اصلی تھا۔ساتھ ساتھ ایک آرڈر جاری کیا جسکے تحت تمام امریکی پائپ لائینیں صرف اور صرف امریکی تیار شدہ میٹریل استعمال کرینگی۔کیا ٹرمپ کی طرح کا نعرہ ہم اپنے ملک میں نہیں لگاتے رہے۔"سب سے پہلے پاکستان"۔یہ الگ بات ہے کہ جس صدر نے یہاں نعرہ بلند کیا،اسکا مقصد قطعاً پہلے پاکستان نہیں تھا۔مگر ٹرمپ نے اپنے انتخابی نعرے پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔اسی تمام شور و غوغے میں ٹرمپ نے امریکی افواج کو مضبوط ترین بنانے کیلئے ایک پروگرام ترتیب دینے کا حکم دیا ہے۔نئے بحری اور فضائی جہاز،روبوٹ فوجی اور ہر طرح کی جدت اختیار کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

امریکہ کی دو سیاسی جماعتیں یعنی ڈیموکریٹس اور رپبلکن کے تاریخی طرزِ عمل پر بھی نظر ڈالنی چاہیے۔ڈیموکریٹ کی اکثریت جو کہتی ہے وہ کرتی نہیں۔جسکا اعلان کرتی ہے،اس پر عمل نہیں کرتی۔باراک اوبامہ آٹھ سال امریکہ کے صدر رہے۔ان آٹھ سالوں میں مسلمان ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔تیونس،مصر،لیبیا،عراق،شام اور افغانستان میں لاکھوں مسلمان شہید کر دیے گئے۔آئی۔ایس۔آئی۔ایس کی بنیاد سی آئی اے کے توسط سے رکھی گئی۔انہیں مسلح کیا گیا۔فرقہ پرستی کی بنیاد پر مسلمانوں میں جنگوں کا بھرپور جال بچھایا گیا۔مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم کر دیا گیا۔مگر کسی سطح پر اس قتلِ عام اور ظلم کو تسلیم نہیں کیا گیا۔دعویٰ سے عرض کرتا ہوں کہ باراک اوبامہ اور ہیلری کلنٹن نے جس طرح مسلمانوں کی خون ریزی کی،اسکی مثال حالیہ تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔مگر خوبصورت تقاریر اور مسکراہٹوں کے پیچھے یہ سب کچھ بڑی چالاکی سے چھپا لیا گیا۔

ہم فراموش کر دیتے ہیں کہ ٹرمپ کسی مسلمان ملک کا نمائندہ نہیں۔وہ امریکہ کا منتخب صدر ہے۔اسکے نزدیک امریکی مفادات سب سے مقدم ہیں۔قومی مفادات کی حفاظت کے لیے ہر وہ قدم اُٹھائے گا جو اسکے اختیار میں ہوگا۔کیونکہ وہ ایک سیاستدان نہیں لہذا ابھی تک وہ ریاستی جھوٹ سے کافی دور ہے۔اسکی باتیں اور احکامات اکثریت کو ناپسند بھی ہیں۔مگر گہرائی سے تجزیہ فرمائیے،کیا ڈونلڈ ٹرمپ مکمل طور پر غلط قدم اُٹھا رہا ہے؟

راؤ منظر حیات